حُبِّ علی کرم اللہ وجہہ الکریم

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن پبلیکیشنز

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا

حُبِّ علی کرم اللہ وجہہ الکریم

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

خطبۂ صدارت قصرِ بتول شادمان کالونی لاہور

منہاجُ القرآن پبلیکیشنز

365-ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 5168514، 3-5169111

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، فون: 7237695

www.Minhaj.org - www.Minhaj.biz

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاجُ القرآن محفوظ ہیں

نام کتاب	:	حُبِّ علی
خطاب	:	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
مطبع	:	منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور
زیرِ اہتمام	:	فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk
اِشاعت نمبر 1	:	ستمبر 1987ء (1,100)
اِشاعت نمبر 2	:	مارچ 1988ء (1,100)
اِشاعت نمبر 3 تا 9	:	فروری 2000ء تا اپریل 2009ء (15,400)
اشاعت نمبر 10	:	مئی 2011ء (3,300)
اشاعت نمبر 11	:	اکتوبر 2012ء (3,300)
اشاعت نمبر 12	:	اکتوبر 2015ء (1,100)
اشاعت نمبر 13	:	اکتوبر 2016ء
تعداد	:	2200
قیمت	:	-/30 روپے

ISBN-978-969-32-0536-9

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصانیف اور خطبات و لیکچرز کی CDs / DVDs وغیرہ سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے تحریکِ منہاجُ القرآن کے لیے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاج القرآن پبلی کیشنز)

fmri@research.com.pk

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ

بوتراب

ازل کی مستی رقصاں ابد کا کیف و سرور
ظہور سر ولایت' نمود عشق غیور
جلال چہرۂ یزداں' جمال روئے رسولؐ
فروغ صبح تجلی' سکون قلب ملول
قسیم کوثر و تسنیم کی ادائے جمیل
حریم قدس کا محرم نبیؐ کے گھر کا کفیل
بدوش خواجہؐ ولایت کا منتہائے کمال
زمانہ لا نہ سکے گا کبھی علیؑ کی مثال
علیؑ ہے معنی ام الکتاب و نفس رسولؐ
علیؑ لطیف' علیؑ حسن علت و معلول
علیؑ علیم و علیؑ عالم و علیؑ معلوم
علیؑ قسیم و علیؑ قاسم و علیؑ مقسوم
علیؑ خبیر و علیؑ مخبر و علیؑ ہے خبر
علیؑ نظیر و علیؑ ناظر و علیؑ ہے نظر
علیؑ حسین و علیؑ احسن و علیؑ ہے حسن
علیؑ خزینہ' علیؑ خازن و علیؑ مخزن
ہر اک ادا میں ہیں سو جلوے ماہتابی کے
نثار' دیدہ و دل شان بو ترابی کے

حافظ مظہرالدین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم ! اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم○ بسم اللہ الرحمن الرحیم○ فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون ○ صدق اللہ مولنا العظیم○ (سورہ النحل - ۴۳)

محترم مکرمی حضرات العلماء و معزز سامعین و حاضرین!--- اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے آج ایک محدود پیمانے پر ہی سہی لیکن بہرحال امت مصطفیٰ ﷺ کے اتحاد کا ایک ایمان افروز رنگ دکھایا ہے' میرے یہ دوست جن کے نام سے اس وقت تک بھی آگاہ نہیں ہوں جو سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں' میرے پاس تشریف لائے اور انہوں نے مولود کعبہ رضی اللہ عنہ کی یاد میں منعقد ہونے والی مقدس محفل میں حب علیؓ کے نام پر حاضری کی دعوت دی' تو ان کی دعوت سن کر میں نے یہ سوچا کہ میرے مسلک و مشرب میں حب علیؓ کے نام پر دی گئی دعوت کو قبول کرنا عین ایمان ہے اور حب علیؓ کے نام پر دی گئی دعوت کو رد کرنا کلمہ پڑھنے کے باوجود عین منافقت ہے۔ اس لئے کہ تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا......

من احب علیا فقد احبنی و من احبنی فقد احب اللہ و من ابغض علیا فقد ابغضنی من ابغضنی فقد ابغض اللہ

جس کسی نے میرے علیؓ سے محبت کی' اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی' اس نے خدا سے محبت کی اور جس نے میرے علی سے بغض رکھا' اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض روا رکھا' اس نے خدا سے بغض رکھا۔

(کنزہ العمال جلد نمبر۱۱ ص ۶۲۲ تاریخ الخلفا

ترجمہ ص ۲۵۹ بحوالہ طبرانی بروایت حضرت ام سلمہ)

کیونکہ حب علی ﷺ عین ایمان ہے حب علیؓ عین نجات ہے اور بغض علیؓ عین نفاق ہے' اس لئے ایک مسلمان کے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ وہ راہ ایمان کو چنے' راہ نفاق کو نہ چنے اور صحابہ کرامؓ اپنے دور میں ایمان کی کسوٹی بیان کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں ہمارے زمانے میں ایمان کی کسوٹی کیا تھی؟ اور منافقت کی کسوٹی کیا تھی!

كنا نعرف المنافقين ببغضهم عليا

ہم منافقوں کی پہچان بغض علیؓ سے کیا کرتے تھے۔

(تاریخ الخلفا علامہ سیوطی ص ۲۵ ترجمہ شمس بریلوی بحوالہ ترمذی روایت ابوسعیدؓ ینابیع المودۃ ص ۴۵۱ بحوالہ مسلم بروایت حضرت سعیدؓ مسند امام احمدؒ)

جب کسی سے حب علیؓ کی خوشبو آتی' ہم اسے مومن سمجھ کر گلے لگالیتے' جس سے بغض علیؓ کی بو آتی ہے اسے منافق سمجھتے' اس لئے یہ حاضری ایمان کا عین تقاضا تھی اور وقت کی عین ضرورت بھی تھی کہ رسول پاک ﷺ نے یہودیوں کو یہ فرمایا۔۔۔ قرآن کہتا ہے حضور ﷺ سے کہ اہل کتاب سے فرمادیجئے' یہودیوں کو یہ کہہ دیجئے کہ۔۔۔۔۔

تعالوا الى كلمة سواء بيننا و بينكم

اے یہودیو! آؤ! تم بھی ایک خدا کو مانتے ہو' ہم بھی ایک خدا کو مانتے ہیں اور کچھ نہ سہی یہ ایک بات تو قدرے مشترک ہے۔

(آل عمران' آیت ۶۴)

قرآن کہتا ہے حضور ﷺ سے کہ کہہ دیجئے اہل کتاب سے کہ اس قدر مشترک پر اکھٹے

ہوجائیں' اختلافات کو بھول کر ایک ہی قدر مشترک پر اکھٹے ہوجائیں' ارے مدینہ کی اس ریاست کے استحکام کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور اہل کتاب قدر توحید پر مشترک ہوسکتے ہیں تو ریاست پاکستان کے استحکام کے لئے سارے مسلمان حب علیؓ پر متفق کیوں نہیں ہوسکتے اور مجھے ہرگز یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ پاکستان یا بلاد اسلام میں رہنے والا کوئی شخص خود کو سنی کہلائے یا شیعہ اگر وہ حب علیؓ کے نام پر وحدت و اتفاق اور اتحاد کی راہ کو نہیں اپنا سکتا تو وہ سنی ہے یا شیعہ ہے وہ جھوٹا ہے اور منافق ہے اور اس لئے ایک بات بتاتا ہوں آپ کو خواہ سنیت ہو یا شیعت' ان دونوں کے بزرگوں سے پوچھیں تو اپنی اپنی جگہ وہ دونوں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارا مسلک' مسلک محبت ہے' مسلک نفرت نہیں ہے اور اگر دونوں کا دعویٰ سچ ہے تو مسلک محبت والے دست و گریباں نہیں ہوا کرتے' گلے ملا کرتے ہیں' تو اس لئے ہم نے یہ سوچا کہ یہ دعوت محبت ہے۔ اسے دوہری محبت کے ساتھ گلے لگانا چاہئے۔ میری دعا ہے کہ خداوند کریم کی ذات اس محدود سے پیانے کو پھیلادے (آمین) صرف پاکستان نہیں بلکہ برصغیر اور پورے عالم اسلام کو اس محبت پر اکٹھے کردے۔ جو آیت کریمہ میں نے ابتداء میں تلاوت کی ہے اس میں باری تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے....

فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ه

اگر تمہیں کسی حقیقت کی خبر نہ ہو' معرفت نہ ہو تو اہل ذکر سے پوچھ لیا کرو۔

(سورۃ النحل آیت ۴۳)

کن سے پوچھ لیا کرو....؟ اہل ذکر سے' اہل علم کی بات نہیں' عام طور پر رواج تو یہ ہے کہ سوال اہل علم سے کیا جاتا ہے' جب سوال اہل علم سے کیا جاتا ہے تو یہاں اہل علم کی طرف رجوع کرنے کا حکم کیوں نہیں دیا؟ وجہ یہ ہے کہ اہل علم کبھی خود بھی دھندلکے میں مبتلا ہوجاتے ہیں' کبھی اہل علم خود بھی حقیقت کو نہیں پاسکتے تو اہل علم سے کبھی حقیقت چھپ جاتی ہے' لیکن اہل ذکر سے حقیقت چھپ نہیں سکتی۔ اس لئے فرمایا کہ شک والوں

کے پاس جانے کی بجائے یقین والوں کے پاس جایا کرو۔ کیونکہ شک والا صاحب عقل ہوتا ہے اور یقین والا صاحب عشق ہوتا ہے اور عقل پاؤں سے اٹھنے والی گرد میں گم ہو کے رہ جاتی ہے اور عشق بڑھ کے محبوب کے نقاب کو اٹھا دیتا ہے۔

بو علی اندر غبار ناقہ گم
دست رومی پردہ محمل گرفت

علامہ اقبالؒ

تو قرآن نے اہل علم کی طرف جانے کی بجائے اہل ذکر کی طرف جانے کی بات کی ہے' اب اس آیت کریمہ میں تین چیزوں کا ذکر آیا ہے' ایک خود ذکر کا' کہ ذکر کیا ہے؟ اہل ذکر کون ہیں؟ اور پھر کسی حقیقت کی خبر نہ ہو تو اہل ذکر کے پاس جایا کرو۔ تین چیزوں کا بیان ہے اس آیت کریمہ میں' اور آج کی گفتگو مختصراً" ان چیزوں کے بیان پر مشتمل ہوگی۔ قرآن کریم چونکہ اللہ کا کلام ہے اور وہ ذات خود غیر محدود و لامتناہی ہے' تو جب ذات لامتناہی ہوتی ہے تو اس کی ہر ہر صفت بھی لامتناہی ہوتی ہے' تو جس طرح خدا کی ذات کی کوئی حد اور جہت نہیں اس لئے قرآن کی ہر ہر آیت کی تفسیر کی بھی کوئی حد اور جہت نہیں اس لئے اگر آپ یہ سمجھیں کہ میں آج جو کچھ بیان کروں گا وہ اس آیت کی تفسیر ہے وہ غلط ہے۔ یہ اس آیت کی کروڑوں تفسیروں میں سے ایک چھوٹی سی تفسیر ہے۔ یہ آیت ایک موتی ہے جس کے ہر ہر حرف سے کرنیں نور کی پھوٹ رہی ہیں' میں ان متعدد کرنوں میں سے کسی ایک کرن کی نشاندہی کروں گا۔ باقی سب کچھ رہ جائے گا۔ تو قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ اگر تمہیں کسی حقیقت کی خبر نہ ہو' تو اہل ذکر سے پوچھیں۔ اب قرآن ہی سے پوچھتے ہیں کہ تو ذکر کسے کہتا ہے' اب چونکہ یہ قرآنی حکم ہے' اس کا بہترین حل یہ ہے کہ خود قرآن سے سوال کیا جائے کہ تیری نظر میں ذکر کیا ہے' تو قرآن کہتا ہے' **انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحفظون** (الحجر۔ ۹) اس کا جواب خود صاحب کلام دیتا ہے

اے پوچھنے والے!--- یہ قرآن جس ذکر کی بات کررہا ہے' وہ ذکر کوئی اور نہیں یہ قرآن خود ہی ذکر ہے' ذکر تو تمہارے سامنے ہے' ذکر کرنے والوں کی تلاش کرو' ذکر تمہارے سامنے ہے' ذکر کرنے والے کون ہیں؟ اس کی تلاش کرو۔ قرآن کہتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے "بیشک ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس ذکر کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

تو قرآن سے کیا ثابت ہوا کہ ذکر کیا ہے؟ قرآن' تو قرآنی حکم کی تفصیل قرآن سے بہتر تو کوئی اور نہیں ہوسکتی نا؟ تو گویا قرآن کا فیصلہ یہ ہوگیا کہ قرآن خود ذکر ہے اور کئی ایک مقام پر اس طرح بیان آتا ہے.....

انه لذكر لك ولقومك

یہ قرآن آپ کے لئے اور آپ کی قوم کے لئے ذکر ہے۔

(زخرف آیت نمبر ۴۴)

ان هو الا ذكرى للعالمين -

یہ پوری کائنات کے لئے ذکر ہے۔

(الانعام آیت نمبر ۹۱)

ان هذه تذكره فمن شاء تخذ الى ربه سبيلا

یہ (قرآن) تو نصیحت ہے سو جو چاہے اپنے پروردگار تک (پہنچنے کا) راستہ اختیار کرلے۔

(المزمل۔ ۱۹)

تو قرآن اول سے آخر تک کہتا ہے کہ میں اول سے آخر تک ذکر ہی ہوں' قرآن سراسر ذکر ہی ذکر ہے۔ چلو اتنی ہی آیتوں پر اکتفا کریں تو یہ بات طے ہوگئی ہے کہ......

فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ

کہ ذکر والوں سے پوچھ لیا کرو۔

(النحل آیت نمبر ۴۳)

اگر تمہیں کسی حقیقت کی خبر نہ ہو تو اتنی تو خبر ہوگئی کہ ذکر قرآن ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ قرآن والے کون ہیں' جن سے قرآن کی بھی خبر ملے اور حقیقت کی بھی خبر ملے؟ تو ایک

سوال تو ہم نے خود قرآن سے کیا' اب دوسرا سوال قرآن والے سے کرتے ہیں جو قرآن لایا' یعنی ذکر کیا ہے؟ یہ سوال ہم نے قرآن سے کرلیا قرآن نے اس کا جواب دے دیا کہ ذکر قرآن ہے اب آیت کے معنی کے رو سے ترجمہ یہ ہوا کہ قرآن والوں سے پوچھ لیا کرو اگر تمہیں کسی حقیقت کی خبر نہ ہو۔ تو ایک سوال تو قرآن سے کیا' قرآن نے جواب دے دیا۔ اب دوسرا سوال کہ اہل قرآن کون ہیں؟ یہ اب اس ہستی سے پوچھتے ہیں جو کہ قرآن لے کر مبعوث ہوئی' سوال کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ' آپ قرآن لائے آپ ہمیں ہدایت فرمادیجئے کہ قرآن والے کون ہیں؟ تو حضورؐ فرماتے ہیں اور یہ حدیث مسند بزار میں ہے طبرانی میں ہے' حاکم میں ہے' ترمذی میں ہے اور متعدد صحابہؓ نے اس حدیث کو روایت کیا۔ حضرت علیؓ خود بھی اس حدیث کے راوی ہیں اور حضرت جابرؓ بن عبداللہ بھی حدیث کے راوی ہیں۔ اس حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس طرح قرآن کی بات دنیا کا کوئی فرد رد نہیں کرسکتا' اسی طرح قرآن لانے والے کی بات کوئی مائی کا لال رد نہیں کرسکتا۔

اور حضور ﷺ فرماتے ہیں....

القرآن مع علی وعلی مع القرآن

کہ قرآن علیؓ سے پیوست ہے اور علیؓ قرآن سے پیوست ہیں۔

(کنزالعمال جلد ۱۱ ص ۶۰۳ ینابیع المودہ ص ۴۵۳ بحوالہ طبرانی الاوسطی بروایت ام سلمہؓ تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی مترجم ص ۲۶۰ بروایت ام سلمہؓ)

"مع" معیت کا معنی پیوستگی کررہا ہوں' کیونکہ معیت کا معنی یہ ہے کہ جس میں فرقت کا اندیشہ نہ ہو' معیت اس ساتھ کو کہتے ہیں جس میں جدائی نہ ہوسکے۔ اگر دو ایک ساتھ جارہے ہوں تو وہ جدا بھی ہوسکتے ہیں تو ایسا ساتھ چاہئے' ایسی پیوستگی چاہئے کہ ایک

دوسرے سے لازم و ملزوم ہو جائیں کہ وہ اس سے جدا نہ ہو سکے اور وہ اس سے جدا نہ ہو سکے تب تو معیت کا معنی سمجھ آتا ہے' جو تفسیر میں نے کی ہے کہ معیت کا معنی پیوستگی۔ یہ میں نے اس حدیث سے لی ہے' حدیث کے پہلے لفظ میں.....

القرآن مع علی وعلی مع القرآن — کہ قرآن علی سے پیوست ہے اور علیؑ قرآن سے پیوست ہیں۔

یہاں تک تو پیوستگی کا ذکر تھا۔ اب یہ کہاں سے نکل آیا کہ یہ ہمیشہ پیوست رہیں گے اور کبھی جدا نہ ہوں گے تو کسی کو تخصیص کے ساتھ قرآن والوں یا قرآن والا کہنا یہ بہت بڑی بات ہے' کوئی معمولی بات تو نہیں ہے نا....؟

تو پھر حضور ﷺ خود اس بات کی دلیل دیتے ہیں کہ....

لا یفترقان حتی یردا علی الحوض — یہ آج سے لے کر قیامت تک اس طرح پیوست رہیں گے کہ حوض کوثر پر بھی آئیں گے تو علیؑ اور قرآن اکٹھے آئیں گے۔

(ینابیع المودہ ص ۲۵۳ کنزالعمال جلد ۱۱ ص ۶۰۳)

(یہاں پر چند نعرے لگتے ہیں—— نعرۂ تکبیر' رسالت' حیدری اور ایک نعرہ لگتا ہے طاہر القادری زندہ باد' جس پر پروفیسر صاحب قبلہ فرماتے ہیں) جہاں حضرت علیؑ جناب ولایتؑ مآب کا ذکر ہو وہاں کسی اور کے زندہ باد کہنے کا کوئی جواز نہیں' اس لئے کہ ہماری تو زندگیاں ان کی زندگیوں پہ قربان ہیں' میرے اس دوست عظمت صاحب نے جب کہا کہ صدارت کے لئے تشریف لائیے تو میں نے اسی وقت معذرت کرلی' میں نے کہا کہ صدارت تو اسی صدر بزم ولایت کی ہوگی ہم تو حضرت علیؑ کی گلی کے کتوں میں اپنا شمار کروانے کے لئے آئے ہیں' ہم صدارت کے اہل کہاں ہیں۔ جس ہستی کو قیامت تک حضورؐ نے اپنی امت

کے اہل صفا کا صدر بنادیا ہو جس کو حضورؐ نے قیامت تک اپنی امت کی بزم ولایت کا صدر بنادیا ہو۔ اب جب کبھی اس کے نام کی محفل ہوگی تو صدر بزم بھی وہی ہوں گے۔

میں تو عرض یہ کررہا تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ۔۔۔ کہ علیؓ قرآن سے پیوست ہیں اور قرآن علیؓ سے پیوست ہے اور یہ قیامت تک اکٹھے رہیں گے۔ یہاں تک کہ حوض کوثر پر بھی اکٹھے میرے پاس آئیں گے' تو حضورؐ کی اس حدیث نے ثابت کردیا کہ اہل ذکر کون ہیں؟ ذکر قرآن تھا اور قرآن کے اہل حضرت علیؓ ہوئے تو گویا قرآن کی آیت نے یہ کہا کہ......

فسئلوا اھل الذکر
ان کنتم لا تعلمون ○

اگر تمہیں کسی حقیقت کی خبر نہ ہو تو اہل ذکر سے پوچھ لیا کرو۔

(سورۃ النحل' آیت ۴۳)

اگر کسی حقیقت کی خبر نہ ہو تو علیؓ حقیقت شناس ہیں۔ ان سے جاکر پوچھو' میں اس غلط فہمی کا ساتھ ہی ازالہ کردوں کہ علیؓ کے حقیقت شناس ہونے کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ حضورؐ کے دوسرے صحابہ کرامؓ یا حضورؐ کی اہل بیتؓ کے دوسرے فرد حقیقت شناس نہیں ہیں ان کو بھی فیضان مصطفویؐ کا حصہ ملا ہے لیکن کسی کو کسی رنگ میں نمایاں کردیا' کسی کو کسی رنگ میں نمایاں کردیا' کسی کو صدیقیت میں یکتا کردیا کسی کو فیضان مصطفیٰؐ نے عدالت و شجاعت میں یکتا کردیا' کسی کو نظر کرم مصطفیٰؐ نے حیا اور شرم میں یکتا کردیا کسی کو فیضان مصطفویؐ نے ولایت و علم میں یکتا کردیا۔ ہر کوئی یکتائے بزم مصطفویؐ ہے' ہر کوئی دانائے معیت مصطفویؐ ہے لیکن جب علم اور ذکر کی بات ہوتی ہے تو میں واللہ خدا کو گواہ بناکے یہ کہہ رہا ہوں اس لئے کہ میرے مصطفیٰؐ اور حضورؐ کے تمام صحابہؓ نے یہ شہادت دی ہے سیدنا فاروق اعظمؓ نے شہادت دی ہے کہ ہم اگر سارے صحابہؓ بھی اکٹھے ہوجائیں تو علم میں علیؓ کا کوئی ثانی نہیں۔ اب یہ جو میں نے روایت ان سے بیان کی یہ بھی امت کی وحدت کا ایک مظہر ہے۔ ارے وہ ایک دوسرے کی تعریف کرتے تھے اور ایک دوسرے سے محبت

کرتے تھے خدا ان کے صدقے ہمیں بھی محبت عطا کرے (الٰہی آمین) ہمیں بھی وحدت عطا کرے۔

تو میں عرض یہ کررہا تھا کہ حضرت علیؓ کو حقیقت شناس کہنا' دوسروں کی حقیقت شناسی کا انکار نہیں ہے۔ صرف بات اتنی ہے کہ یہ یکتا ہیں حقیقت شناسی میں۔ یہ یکتا و بے مثل و بے نظیر ہیں حقیقت شناسی میں۔ اب یہ مقام کیوں ملا؟ اس مقام کی ایک خاص وجہ ہے وہ یہ ہے کہ حضورﷺ کی ذات اور قرآن۔ اس کا تعلق یہ ہے کہ اگر قرآن کو ایک وجود مانا جائے تو قرآن کا تعلق یہ ہے کہ قرآن حضورؐ کا نطق ہے یعنی حضورؐ کی زبان سے نکلے ہوئے لفظ۔ قرآن مخلوق نہیں ہے قرآن کے لفظ بھی اور قرآن کے معنی دونوں اللہ تعالیٰ کا کلام ہیں' لیکن ہم بات کررہے ہیں صدور اور ظہور کے اعتبار سے کہ ہمارے اوپر قرآن کا ظہور کیسے ہوا؟ اگر زبان مصطفویؐ نہ ہلتی تو قرآن کے وجود کا ظہور نہ ہوتا تو اس لئے اس لحاظ سے؛ اس نسبت سے عرض کررہا ہوں کہ قرآن نطق مصطفیؐ ہے۔ یہ ہماری کہی ہوئی بات نہیں ہے بلکہ قرآن خود شہادت دے رہا ہے......

انہ لقول رسول کریم — کہ یہ قرآن مجید رسول اکرمؐ کی بات ہے۔

(التکویر پ ۳۰ آیت ۱۹)

یہ قرآن رسول کریمؐ کا قول ہے۔ یہ قرآن رسول کریمؐ کی زبان سے نکلے ہوئے لفظ ہیں تو قرآن کیا ہوا نطق مصطفیؐ۔ ایک سمت قرآن حضورؐ کی ذات سے پیوست ہے' دوسری طرف علیؓ کی ذات نفس مصطفیؐ سے پیوست ہے چونکہ خود حضور پاکﷺ نے فرمایا:

الناس من شجر شتی وانا وعلی من شجرۃ واحدۃ — کہ ساری انسانیت حضرت آدمؑ سے لے کر قیامت تک مختلف درختوں سے پیدا ہوئی ہے' لیکن خدا نے مجھے اور علی کو ایک ہی درخت سے پیدا فرمایا ہے۔

(الصواعق محرقہ مترجم ص ۳۲۰ بحوالہ الاوسط طبرانی)

لوگ مختلف درختوں سے آئے تو اللہ نے مجھے اور علیؓ کو ایک ہی درخت سے بنایا ہے۔
اب ایک درخت واحد کا کوئی تعلق ہے تو اس لئے کہتے ہیں کہ......

علی منی و انا من علی — کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۶۶۴)

یہ شجرۃ واحدہ کا کوئی تعلق تھا تو تبھی تو کہا کہ علی من و انا من علی کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں بلکہ بات کو علی کی ذات پر ختم نہ کیا بلکہ علی کی اولاد کو بھی شامل کیا......

الحسن منی و انا من الحسن الحسین منی و انا من الحسین۔ — حسن و حسین مجھ سے ہیں اور میں حسن حسین سے ہوں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ طبع فارسی ص ۶۹۵)

یہاں ضمناً" وضاحت کرتا چلوں آپ کے ذہن میں سوال ابھر رہا ہوگا کہ حضرت علی ہو یا حسنینؓ کریمین یہ تو حضورؐ کی ذات سے ہیں کیونکہ حضورؐ اصل ہیں اور یہ فرع اگر حضورؐ تنا ہیں تو یہ شاخیں' یہ اصل میں سارا خانوادہ امامت خانوادہ اہل بیت حضورؐ کے شجر نبوت کی شاخیں ہیں اور شاخ تنے کے بغیر نہیں ہوا کرتی' شاخ تو تنے میں سے ہو سکتی ہے یہ تو سمجھ میں آسکتی ہے بات کہ علیؓ و حسنینؓ تو حضورؐ سے ہیں یہ تو بات سمجھ میں آتی ہے کہ جز کل سے ہوا کرتی ہے فرع اصل سے ہوتی ہے۔ شاخ تنے سے ہوتی ہے لیکن حضورؐ صرف اتنا فرمانا چاہتے ہیں کہ علی اور حسینؓ کے کمالات کو دیکھنے والو! کمالات ولایت اور کمالات امامت پر ناز کرنے والو! یہ جو کچھ تمہیں رنگ شان ولایت میں شان حسنیت میں نظر آرہا ہے' یہ شاخوں کا نہیں یہ سارا جلوہ ہے کمالات مصطفویؐ کا۔ حسین بنائے لا الہ الا اللہ' علی اور حسین مجھ سے ہیں اس کا معنی کیا ہوا کہ علیؓ اور حسنینؓ کے اور جو کچھ اور جلوہ اور کمال دکھائی دے رہا ہے وہ میرا ظہور ہے۔ ان کے کمالات مجھ سے ہیں ان کے کمالات کا

صل' ان کے کمالات کا سرچشمہ' ان کے کمالات کا منبع میں ہوں اور میرے کمالات کا مظہر ہ ہیں' یعنی مجھے دیکھنا ہوں تو ان کے کمال سے دیکھو اور حسنینؓ دیکھنا ہو تو میری سمت دیکھو! مجھے دیکھنا ہو تو انہیں دیکھو اور انہیں دیکھنا ہو تو مجھے دیکھو۔ اس لئے کہ اصل اور فرع کا جو تعلق ہے وہ لازم ملزوم کا تعلق ہے۔ چونکہ نسبت اتنی قریبی ہے اور یہ وہ نسبت ہے کہ اس نسبت میں حضرت علیؓ شیر خدا کی ذات گرامی واحد و یکتا اور منفرد ہے۔ اب آپ کے ہاں تو فضیلت کی ترتیب یوں ہے نا کہ حضرت علیؓ بعد از رسولؐ سب سے افضل ہیں۔ اہل سنت بالعموم فضیلت کی ترتیب خلافت راشدہ سے کرتے ہیں تو اس پر تو اختلاف ہے لیکن ایک بات بتاتا ہوں جس پر اختلاف نہیں' ترتیب فضیلت پر اختلاف سہی لیکن اس نسبت کی انفرادیت پر کوئی اختلاف نہیں کہ وہ نسبت حصول فیض کی خصوصی جو حضرت علیؓ کو وجود مصطفویؐ سے ہے وہ نسبت کسی اور کو حاصل نہیں ہے' یہ کیوں عرض کررہا ہوں کہ ہر کسی کو حضورؐ کے فیضان کرم نے کسی نہ کسی ایک رنگ میں یکتا کیا اور جو ذات سے نسبت کا رنگ ہے یہ حضرت علیؓ اور حضورؐ کے خانوادے کو عطا کیا اور جب یہ پتہ چل گیا اور یہ محسوس ہوگیا کہ نسبت اتنی پختہ ہے کہ یہاں تو کوئی فرق نہیں یہاں دونوں میں ہر کوئی ایک دوسرے سے بڑھ کے نسبت کا اظہار کررہا ہے تو پھر دست و گریباں ہونا کیسا؟ کتنی بدبختی ہے کہ جھگڑا ڈالیں۔ جنگ کریں' تنگ کریں۔ اگر اتنا جاننے کے باوجود بھی باہمی جنگ ہے تو پھر نام نہاد سنی بھی دشمن علیؓ ہے اور نام نہاد شیعہ بھی دشمن علیؓ ہے۔

ارے!--- جن کے آپ دونوں گھر نام لیوا ہیں ان کے آپس کے تعلق کا تو یہ عالم ہے کہ چھوٹا سا واقعہ سناتا ہوں جملہ معترضہ کے طور پر اور پھر موضوعؑ کو آگے بڑھاؤں گا۔ ایک دن سیدنا امام حسینؓ اور حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کے چھوٹے بیٹے گلی میں کھیل رہے تھے' دونوں بچے تھے' معصوم بچے تھے کھیل رہے تھے' کھیلتے کھیلتے آپس میں کوئی معمولی سا جھگڑا ہوگیا اور روایت میں یوں منقول ہے کہ شہزادہ رسولؐ سیدنا امام حسینؓ نے یہ کہہ دیا کہ تم ہم سے لڑتے ہو تم تو ہمارے نانا کے غلام کے بیٹے ہو۔ تم تو ہمارے غلام زادے ہو ہم سے

لڑتے ہو۔ سیدنا عمر فاروقؓ کا بیٹا کچھ دل برداشتہ ہوگیا' انہیں خیال تھا کہ میرے ابو ہوں یا حسینؓ کے ابو ہوں وہ حضورؐ کی بارگاہ میں بیٹھے ہیں دونوں حضورؐ کے غلام ہیں۔ دونوں پر حضورؐ کا کرم ہے' تو یہ غلام اور غلام زادے کا فرق کیا ہوا؟ بچے تھے' سمجھ نہ تھی۔ وہ روتے روتے اپنے والد کے پاس آئے اور عرض کیا اپنے ابا جان سے' سیدنا فاروق اعظمؓ سے کہ ابا جان! آج حسینؓ نے مجھے یہ کہا ہے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ بولے بیٹے! سچ کہہ رہے ہو کہ حسینؓ نے یہ کہا ہے۔ بیٹے کی انگلی پکڑلی اور سیدنا علیؓ شیرخدا کے دروازے پر آکر دروازہ کھٹکھٹایا امام حسینؓ باہر تشریف لائے کہ کون ہے؟ وہ سیدنا عمرفاروقؓ کو اور ان کے بیٹے کو ساتھ دیکھ کر کچھ شرماگئے' کچھ گھبراگئے کہ اس نے شکایت کی ہوگی اور وہ ناراض ہونے کے لئے یا شکایت کرنے کے لئے ابو حضورؐ کے پاس آئے ہیں۔ سیدنا عمرفاروقؓ نے پوچھا بیٹے کیا آپ نے اس سے یہ کہا ہے کہ تو ہمارا غلام زادہ ہے' تو اب یہ تھے آغوش فاطمۃ الزہرا؟ میں پلنے والے یہاں اس کو تعلیم ہی یہ تھی کہ سرکٹ جائے سارے خانوادے کا تو کٹ جائے غلط کے سامنے نہیں جھکنا ان کو تعلیم ہی یہ تھی تو وہ زبان سے غلط بات کیونکر کہتے۔ سیدنا امام حسینؓ نے شرماتے ہوئے' فرمایا--- جی چچا جان جھگڑے میں ایسی بات ہوگئی تھی۔ میں نے کہا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں آپ مجھے دہرادیں کہ واقعی یہ کہا ہے۔ جی ہاں! میں نے کہا ہے کہ تو ہمارا غلام زادہ ہے۔ فرمانے لگے بیٹے حسینؓ آج میں خدا کو گواہ بناکے کہتا ہوں کہ پ نے ہمیں اپنا غلام زادہ قبول کرلیا اور قیامت کو ہماری بخشش کا سامان ہوگیا۔ قیامت میں ہماری مغفرت کا سامان ہوگیا۔ جن کا یہ تعلق ہو کہ وہ نسبت غلامی کو اپنی مغفرت کا سبب جانیں' ان کی باہمی محبت' مودت کا عالم کیا ہوگا؟ اور ہم جن غلط فہمیوں میں الجھے ہوئے ہیں تو یہ یقین جانئے یہ سب پیٹ کے دھندے ہیں۔ کاروبار ہے اگر ایک دوسرے کو فرقوں' مسلکوں اور اگر ایک دوسرے سے صحابیؓ اور اہل بیتؓ کے نام پر جنگ نہ کروائی جائے تو پیٹ کس طرح سلامت رہتا یہ بدبختی ہے' یہ صرف اور صرف پیٹ پالنے کی باتیں ہیں' ورنہ صحابیت اور خانوادیت مصطفویؐ میں کوئی

فرق نہیں۔

تو میں عرض یہ کررہا تھا کہ اسی نسبت کا حیا کرتے ہوئے دونوں طبقو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ اگر کوئی چھوٹی بڑی ایک دوسرے کو کہہ بھی دیا کرے تو حضرت علیؓ کی غلامی کے حوالے سے دل بڑے کرلیا کرو اور حضرت علیؓ اور بعض دوسروں کے اختلافات بھی تھے' سیاسی۔ دوسرے حضرات کو برا بھلا کہتے تھے' لیکن حضرت علیؓ نے کبھی خود بھی اور اپنے غلاموں کو دوسروں کو برا بھلا کہنے کی اجازت نہیں دی---- ارے یہ خانوادہ تو بخشنے والا خانوادہ ہے۔ یہ خانوادہ تو عفو اور درگزر کرنے والا خانوادہ ہے' سیدنا امام حسن مجتبیٰؓ یا با اختلاف روایت سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام ان کے گھر ایک خادم تھا اور مہمان آگیا' آپ نے انہیں بلایا کہ ذرا کوئی مشروب لایئے تواضع کے لئے' وہ خادم دوڑا دوڑا آیا گرم مشروب تھا خدمت میں پیش کیا۔ کوئی ٹھوکر لگی خود بھی گرا اور گرم مشروب حضرت امام عالی مقامؓ اور مہمان کے کپڑوں پر گرپڑا۔ آپ کو کچھ ملال آگیا' رنج آگیا' امام عالی مقامؓ نے کچھ غضب بھری نظریں اٹھاکر اس کی طرف دیکھا کہ بے ادب اتنا خیال بھی نہیں کیا۔ اب وہ خادم خانوادہ اہل بیتؓ کا پروردہ تھا۔ اس نے دیکھا کہ امام عالی مقامؓ کچھ جلال میں ہیں' انہوں نے قرآن کی ایک آیت کا حصہ پڑھ دیا......

والکٰظمین الغیظ — اللہ کے محبوب وہ ہیں جو غصے کو پی جاتے ہیں۔

(سورۃ آل عمران آیت ۱۳۴ پ ۴)

اب دیکھئے جس گھر کے نوکروں کی معرفت کا یہ عالم ہو جس گھر کے نوکروں کے کمال عرفان کا یہ عالم ہو ان کے اپنے عرفان کی عظمتوں کا عالم کیا ہوگا؟ خادم کہتے ہیں **والکٰظمین الغیظ** کہ اللہ کے پیارے غصے کو پی جاتے ہیں' آپ نے فرمایا کہ تو گواہ ہوجا میں نے غصہ پی لیا' پھر وہ خاموش نہیں ہوا کہ گستاخی کی ہے' غلطی کی ہے غلطی پر سزا دی جاتی ہے' انعام نہیں دیا جاتا۔ **والعافین عن الناس** "وہ صرف غصہ ہی نہیں پیتے بلکہ غلطی کرنے والے کو معاف

بھی کر دیتے ہیں" (سورہ آل عمران۔ ۱۳۴) ۔ آپ نے فرمایا۔۔۔ گواہ ہوجا' میں نے تجھے معاف بھی کردیا' وہ غلام تھا وہ بولا......

والله یحب المحسنین — وہ صرف معاف نہیں کرتے بلکہ احسان بھی کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا۔۔۔ گواہ ہوجا میں نے تجھے آزاد کردیا ارے تم لوگ اسی خانوادے رسولؐ کے غلام ہو جو غلطی کرنے والے کو بھی معاف کرتے ہیں اور تم غلطی نہ کرنے پر بھی ایک دوسرے کے دست و گریباں ہو اگر تو یہ صورت حال آپ کی جاری رہی تو یوں سمجھئے کہ خانوادہ نبویؐ اور خانوادہ اہل بیت سے آپ کا کوئی تعلق نہیں۔

اگر تعلق سچا ہے تو پھر ان باہمی منافرتوں کو مٹاکر باہم شیر و شکر ہوجائیں' مسجد ہو یا امام بارگاہ' بات محبت و مناقب اور فضائل کی کریں' گالی اور طعن و تشنیع کی بات نہ کریں' یہاں میں ایک چھوٹا سا نکتہ بیان کرتا ہوں کہ یزید کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے یہ علمی بات ہے' عوام کو شاید پتہ نہ ہو اس چیز کا' کسی نے یزید کو برملا کافر کہا کسی نے کافر تو نہ کہا لیکن لعنتی کہا اور بعض لوگوں نے کہا کہ نام لے کر برملا لعنت نہ بھیجی جائے' بلکہ خاموش رہنا بہتر ہے۔ جنہوں نے خاموشی اختیار کی انہوں نے بھی یزید کو لعنتی سمجھا' سمجھا انہوں نے بھی لعنتی اور فاسق فاجر اور نامراد اور جہنمی لیکن کہا کہ خاموش رہیں بعضوں نے کہا کہ خاموشی کی بھی ضرورت نہیں بلکہ کھل کر لعن کریں اور بعضوں نے کہا کہ وہ نہ صرف فاسق وفاجر لعنتی تھا بلکہ کافر تھا تو یہ ایک بات میں نے سمجھانے کے لئے کی ہے۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں نہ خاموشی کا قائل ہوں نہ صرف لعن کا بلکہ میں تکفیر کا قائل ہوں۔ یہ ضمناً" بات آگئی سمجھا دیا۔ اب جنہوں نے کہا کہ خاموش رہو' ان سے پوچھا گیا کہ خاموشی کیوں رکھی جائے۔ بتا یہ رہا ہوں کہ انہوں نے کہا ہمارا مشرب' مشرب محبت ہے۔ ہے وہ لعنتی لیکن ایک منٹ یا دو منٹ جو لمحے اس پر لعنت بھیجنے میں گزاروگے وہ فاسق اور بدبخت سوائے جہنم کے کسی اور مقام میں نہیں جائے گا۔ جہاں خدا

نے اسے رسید کرنا تھا وہ پہنچ چکا۔ جو وقت تم اس کی لعنت بھیجنے پر برباد کرو گے اتنا وقت تم اہل بیت پر درود پڑھ لو' نکتہ سمجھے! ارے--- جو لمحہ اس پر لعنت بھیجنے میں آپ نے بسر کرنا ہے اس کا ثواب اور اجر کوئی نہیں ملے گا لعنت کا وہ حقدار ہے' لعنت حقدار کو پہنچی' لیکن آپ کے کھاتے میں کوئی اجر و ثواب نہیں آیا۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ آپ نے جو وقت اس پر لعنت بھیجنے میں صرف کرنا ہے وہ بہتر ہے کہ اسی لمحہ حضورؐ کی اہل بیتؓ پر درود پڑھ لیں کہ درود پڑھو گے تو درجے بلند ہوجائیں گے' اس لئے اہل دل نے اس مسئلے پر بھی مسلک محبت کو اپنالیا اب چہ جائیکہ کسی اور بات پر کوئی ایسا کرتا پھرے' لہٰذا مسلک محبت روا رکھیں مسلک نفرت روا نہ رکھیں۔ ہم لوٹ آتے ہیں اپنے موضوع کی طرف' میں عرض یہ کررہا تھا کہ حضورؐ نے فرمایا--- کہ جو نسبت علیؓ کی مجھ سے ہے اور میری علیؓ کے ساتھ ہے یہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی' اس لئے ضروری تھا کہ میں چونکہ قرآن لانے والا ہوں لہٰذا جو تعلق علی کا قرآن سے پیدا ہو تو قرآن کا بھی علیؓ سے پیدا ہو' تو تعلق میں بھی علیؓ منفرد اور یکتا ہیں۔ اس وجہ سے نبی پاک ﷺ نے فرمایا....

انا مدينة العلم وعلى بابها

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ طبع فارسی ج ۴ ص ۶۶۶ الصواعق محرقہ مترجم ص ۳۱۸ بحوالہ بزار طبرانی' حاکم)

حضورؐ نے خود کو علم کا شہر کیوں کہا؟ کہ حضورؐ سراسر قرآن تھے اور قرآن علم کا شہر ہے' شہر اس کو کہتے ہیں کہ جس سے ہر چیز مل سکے۔ دیکھیں تحصیل کو آپ شہر نہیں کہتے۔ چھوٹے گاؤں کو' تھانے کو' چھوٹے قریہ کو' چھوٹے چک کو آپ شہر نہیں کہتے' اس لئے کہ کچھ چیزیں مل جاتی ہیں اور کچھ نہیں ملتی۔ شہر اسی آبادی کو کہتے ہیں' جس میں جس چیز کی آپ کو طلب ہو وہ مل جائے' ہر چیز جہاں سے مل سکے اس کو شہر کہتے ہیں۔ چونکہ قرآن سے ہر

شے کا علم مل سکتا ہے' اس لئے قرآن علم کا شہر ہے اور قرآن چونکہ نطق مصطفیٰ ہے اس لئے حضورؐ شہر علم ہیں.....

رطب و لا یابس الا فی کتاب مبین ○

کوئی خشک تر چیز ایسی نہیں جو کتاب مبین میں موجود نہ ہو۔

(سورۃ الانعام پ ۷، آیت ۵۹)

قرآن حکیم کا کتنا اعجاز ہے کہ ہر خشک تر اور رطب و یابس یہ دو لفظ کہہ کر ساری کائنات کے علم کو کوزے میں بند کردیا اس لئے کہ یہ ایک پتے کی بات ہے اگر آپ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک کائنات کی جس شے پر غور کریں۔ جتنے جاندار ہیں' دو چیزیں کائنات میں ہو سکتی ہیں یا جاندار یا بے جان کوئی تیسری چیز تو نہیں ہو سکتی۔ ٹھیک ہے بات۔ جاندار تر کو کہتے ہیں اور بے جان خشک کو کہتے ہیں جس میں جان ہے وہ تر ہے اور جو بے جان ہے وہ خشک ہے' قرآن کہتا ہے.....

وجعلنا من الماء کل شیئ حی ط

ہم نے ہر جاندار شئے کو تری سے پیدا کیا۔

(الانبیاء پ ۱۱ آیت ۳۱)

یعنی پانی سے پیدا کیا' تو گویا کائنات ارض و سماء میں ہر وہ چیز جو مظہر حیات ہے' وہ تر ہے اور ہر وہ چیز جو مظہر موت ہے وہ خشک ہے' گویا ساری کائنات اور موت' حیات کا سارا اول و آخر سارا کا سارا قرآن کے دامن میں ہے' جب سے موت اور حیات کا آغاز ہوا اور جب تک موت اور حیات چلے گی یعنی جب تک کائنات کا وجود ہے' جب تک خشک و تر ہے اس کائنات میں ازل سے ابد تک سب کچھ قرآن کے دامن میں ہے اور یہ قرآن نطق مصطفیٰ ہے' اس لئے حضورؐ ساری کائنات کے ازل سے ابد تک علم کا شہر ہیں اور جو اول سے ابد تک کائنات کے علم کے شہر میں داخل ہونا چاہے وہ علی کے دروازے کے بغیر داخل نہیں ہو سکتا۔ کسی جگہ کوئی حویلی ہو کوئی شہر ہو کوئی جگہ ہو اور وہاں کہا جائے وہ دروازہ ہے' تو دروازے کا وجود اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اس شہر کے اردگرد فصیل ہے۔

چاردیواری ہے، سوائے اس جگہ کے باقی جگہ سے گزرنا دیوار پھلانگنے کے مترادف ہے، وہ ممنوع ہے اگر فصیل یعنی چاردیواری نہ ہو تو دروازے کا کوئی معنی نہیں ہوتا، اب دروازے کا معنی ہی یہ ہے کہ باقی ہر طرف فصیل ہے، تو حضورؐ یہ فرمارہے ہیں مجھے اللہ نے کائنات علم کا شہر بنایا ہے اور چونکہ علم خزانہ الٰہی ہے اور خزانے کو فصیل اور چاردیواری میں بند رکھا جاتا ہے۔ کوئی شخص اگر میرے خزانہ علم تک رسائی حاصل کرنا چاہے تو وہ حضرت علی شیرؓ خدا کے دروازے کی چوکھٹ چومے بغیر نہیں پاسکتا۔ وہ در علی سے گزرے بغیر خزانہ علم مصطفیؐ کی رسائی نہیں پاسکتا۔ **انا مدینتہ العلم و علی بابھا** ترجمہ۔ "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے" میں یہ حدیث پڑھتا تھا، اکثر پڑھتا رہا، لیکن اس کی Practical implementation عملی تطبیق اور شہادت کی سمجھ نہیں آتی تھی، پھر پڑھتے پڑھتے جاکر اچانک ایک نکتہ کھلا اور سمجھ آئی کہ کیا وجہ ہے کہ چودہ سو سال گزرجانے کے باوجود ولایت کے طریقت کے تصوف کے روحانیت کے جتنے سلسلے آج تک ہوئے ہیں اور ہوں گے وہ سارے کے سارے جناب ذات مصطفویؐ تک حضرت علیؓ کے واسطے سے جاتے ہیں، سلسلہ قادری حضورؐ تک منتہی ہوتا ہے حضرت علیؓ کے واسطے سے، سلسلہ چشتیہ حضورؐ تک منتہی ہوتا ہے حضرت علیؓ کے واسطے سے، سہروردی سلسلہ حضورؐ تک منتہی ہوتا ہے حضرت علیؓ کے واسطے سے، سلسلہ نقشبندی ایک سند کے مطابق منتہی ہوتا ہے حضورؐ تک حضرت علیؓ کے واسطے سے اور یہ تو تھے بڑے سلاسل اور رہ گئے چھوٹے سلسلے وہ تو سارے انہی سلسلوں میں گم ہوجاتے ہیں، تو جب سارے ولایت کے بڑے سلسلے حضرت علیؓ کے دروازے سے گزرکر شہر ولایت تک جاتے ہیں تو پھر حضورؐ کی حدیث کی سمجھ آجاتی ہے، کہ علم کا شہر میں ہوں اور قیامت تک ولایت کے علم کے لئے دروازہ علیؓ کا کھلا رہے گا، اولیاء عرفاء اور صوفیاء کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ قیامت تک کسی مرد مومن کو ولائت نہیں مل سکتی جب تک شہنشاہ ولایت سیدنا علیؓ شیر خدا کی مہر تصدیق ثبت نہ ہو۔ کوئی شخص حضرت علیؓ کے فیض کا منکر ہو اور دعویٰ ولایت کرے تو وہ دعوے میں جھوٹا ہے۔ کسی کو کوئی ولایت

نصیب نہیں ہوتی حضرت علیؓ کے صدقے کے بغیر اور جنہوں نے غوثیت عظمیٰ کے رتبے پائے، کوئی غوث اعظم بھی ہوا تو حضرت علیؓ کے قدموں کے صدقے سے اور کوئی ابدال بھی ہوا تو حضرت علیؓ کے قدموں کے صدقے سے۔ ارے یہ خانوادہ ایسا خانوادہ ہے کہ اس کی طرف پشت کرکے ولایت تو درکنار ایمان بھی باقی نہیں رہتا۔ چونکہ حضرت علیؓ کو حضورؐ سے یہ خاص نسبت تھی اور حضورؐ نے اپنے فیض ولایت حضرت علیؓ کے واسطے جاری کرنا تھا اس لئے ایک پتے کی بات کہہ دوں یاد رکھیئے گا۔ حضورؐ کے کتنے یار بیان کئے جاتے ہیں؟ چار...... حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضوت علیؓ ان میں سے کتنے شہر مدینہ میں دفن ہیں اور کتنے شہر مدینہ کے باہر بتایئے؟ تین حضورؐ کے قدموں میں شہر میں دفن ہیں۔ ان میں سے دو حضورؐ کے پہلو میں اور ایک جنت البقیع میں۔ جنت البقیع بھی حضورؐ ہی کا پہلو ہے، تو تین حضورؐ کے پہلو میں۔ ویسے تو حضرت علیؓ بھی حضورؐ کے پہلو میں ہیں۔ حضورؐ کے لئے کوئی قرب اور دوری نہیں ہے۔ حضورؐ کے لئے دوری اور نزدیکی کوئی معنی نہیں۔ رکھتی لیکن میں ایک بات بتارہا ہوں تینوں کو اپنے پہلو میں اپنے سائے میں رکھا اور حضرت علیؓ کو اجازت دی کہ علیؓ تو مرکز ولایت جاکے عراق میں نجف اشرف میں قائم کر۔ میں نے کئی بار سوچا کہ حضرت علیؓ کو بھی یہیں مدینہ میں اپنے پہلو میں رکھا ہوتا۔ جس طرح ان تینوں کو رکھا ہوا ہے تو مجھے یہ خبر ملی کہ چونکہ حضورؐ نے اپنا فیضان ولایت بڑے کھلے بندوں حضرت علیؓ کے در سے شروع کرنا تھا اور شاگرد جب تک استاد کے پاس رہتا ہے اپنے علم کی جلوہ سامانیاں دکھایا نہیں کرتا اور شاگرد اگر استاد کے پاس ہو تو وہ ادب میں ہی رہتا ہے جو کوئی اس سے مانگنے آئے گا، وہ کہہ دے گا کہ استاد موجود ہے۔ یہ بات میری غلط ہے یا صحیح ہے؟ اگر شاگرد استاد کے پاس بیٹھے اور کوئی شاگرد سے پوچھے تو شاگرد استاد کی موجودگی میں جواب دے گا یا نہیں دے گا؟ وہ کہے گا کہ استاد موجود ہے استاد اگر شاگرد کی طرف Refer کردے تو وہ اس کا لطف و کرم ہے وہ علیحدہ بات ہے، استاد منصب شاگرد کو سونپ دے تو وہ الگ بات ہے، لیکن شاگردی کے ادب کا تقاضا یہ

ہے کہ استاد کے پہلو میں بیٹھا ہوا شاگرد اپنے فیض کو چھپاتا ہے' اپنا فیض جاری نہیں کرتا' کیونکہ وہ ہمیشہ اپنے استاد کے ادب میں ہی رہتا ہے تو اگر فیضان ولایت جاری کرنا تھا' حضرت علیؓ سے اور ان کو بھی پہلو میں بٹھایا ہوتا تو وہ بھی اسی ادب میں رہتے اور ولایت علویت ماب کا فیض چمکتے ہوئے سورج کی مانند جاری و ساری نہ ہوتا' اس لئے فرمایا کہ علیؓ ان پیاروں کو تو اپنے پہلو میں بیٹھاتا ہوں' تجھ کو نجف اشرف میں جگہ دیتا ہوں تاکہ یہ میرے ادب کا حق ادا کرتے رہیں تو میری فیض رسانی کا حق ادا کرتا رہے' یہ میرے پاس میرے ادب کو ملحوظ رکھیں تو میرے فیضان ولایت کو پھیلاتا رہے' بس یہ نسبت ہے' یہ نسبت حضرت علیؓ شیر خدا کو حضور کی ذات سے ہے وہ نسبت کسی اور کو کیونکر ہو سکتی ہے' چونکہ قرآن سے پیوست تھے حضرت علیؓ اور قرآن تھا شہر علم اور شہر علم کے وہ دروازے تھے' اسی لئے حضرت علیؓ کو علم اور معرفت میں یکتائی کا وہ مقام نصیب ہوا کہ آج تک حضورؐ کی امت میں کسی کو نصیب نہ ہوسکا اور یہ بات جو میں کہہ رہا ہوں مبالغہ آرائی نہیں ہے' صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خود کہتے ہیں کہ **لم یکن احد من الصحابتہ یقول سلونی الاعلیا**" (تاریخ الخلفا علامہ سیوطی)

صحابہ کہتے ہیں خدا کی قسم ایک لاکھ سے زائد حضورؐ کے صحابہ اور غلام تھے۔ ہر کسی نے چراغ علم مصطفویؐ سے ہی نور پایا تھا لیکن حضورؐ کے سارے صحابہؓ کی جمعیت میں کوئی شخص حضرت علیؓ کے سوا ایک بھی ایسا صحابی نہ تھا جو بنی نوع انسان کو یہ چیلنج کرسکے' "سلونی" کہ جو چاہو مجھ سے پوچھ لو" ایک نعرہ لگتا ہے چمن چمن' کلی کلی' نگر نگر' گلی گلی' علی علی علی (اس پر پروفیسر صاحب نے فرمایا-- آپ نعرہ لگایئے محبت صحابہؓ اور اہل بیت زندہ باد' محبت صحابہؓ اور اہل بیت زندہ باد' محبت صحابہ اور اہل بیت زندہ باد اور منافرت بین صحابہؓ اور اہل بیتؓ مردہ باد) یہ کون کہہ رہا ہے حضورؐ کے صحابہ' یہ کتنا اعتراف عظمت ہے' صاحب عظمت کی عظمت کا اعتراف کیوں نہ کیا جائے تو مولود کعبہ یوں ہی تو نہیں بنایا' آپ نے کیا خوب کہا ایمان تازہ کردیا' یہ مولود کعبہ ہونے کا شرف کسی اور کو نصیب ہوا ہو' یہ کوئی

معمولی بات نہ تھی، یہ نگاہ ازل کا انتخاب ہوچکا تھا ازل سے نگاہ الوہیت کا انتخاب ہوچکا تھا کہ ولایت مصطفویؐ کا جانشین کسے بنانا ہے، تو میں عرض یہ کررہا تھا کہ حضورؐ کے صحابہ فرماتے ہیں، اللہ کی قسم ہم تمام صحابہؓ میں کسی شخص کو یہ جرات نہ تھی، حضرت علیؓ کے سوا کہ وہ مسند پر کھڑا ہوکر یہ کہہ سکے کہ "سلونی" جو چاہو مجھ سے پوچھ لو، جہاں تک میرے ناقص اور محدود مطالعے کا تعلق ہے۔ سلونی کے لفظ میں نے دو ہستیوں کی زبان سے سنے، یا جناب ذات پاک مصطفیٰؐ کی زبان سے ادا ہوئے ہیں **سلونی عما شئتم** (بخاری شریف جلد اول ص ۱۹ تفسیر خازن جلد اول ص ۳۲۸) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے حضرت آدم سے لے کر قیامت تک جو اصل شکلیں اور صورتیں ہیں وہ میرے اوپر منکشف کردیں، میں نے آدم سے لے کر ہر انسان کو دیکھ لیا ہے اور میں جانتا ہوں کون مومن ہے اور کون کافر ہے چھپائے کوئی چھپ نہیں سکتا۔ حضورؐ نے فرمایا مجھ پر سب کچھ منکشف ہے، اس دور کے منافقوں نے عبداللہ بن ابی اور ایسے لوگوں نے کہا اپنی محفلوں میں طعنہ دیا دیکھئے اس محمدؐ کا حال ہم صبح شام اس کے ساتھ رہتے ہیں ہم اوپر سے کلمہ پڑھتے ہیں اندر سے انہیں نہیں مانتے ہماری تو آج تک یہ پہچان نہیں کرسکے اور کہتے ہیں کہ میں قیامت تک کے مومنوں کافروں اور منافقوں کو جانتا ہوں کتنی عجیب بات ہے، ہمیں تو جانتا نہیں ہے قیامت کی بات کرتا ہے، تو حضورؐ کو یہ خبر ہوگئی، حضورؐ مسند پر تشریف فرماہوئے اور آپ نے فرمایا "**مال بال اقوام طعنو لی علمی**" ان بدقسمت اور بدنصیب لوگوں کا کیا حشر ہوگا جو علم مصطفویؐ پہ طعنہ کرتے ہیں، جو میرے علم پر طعنہ زنی کرتے ہیں، ان کا کیاں حال ہوگا؟ یہ بات کرتے کرتے پھر حضورؐ نے کیا اعلان کیا؟ وہی جہاں سے بات چلی تھی.....

سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ — اور جو تمہارے جی میں آئے مجھ سے پوچھ لو۔

تو یہ دعویٰ سب سے پہلے کس نے کیا؟ رسول پاکؐ نے۔ "آؤ مجھ سے پوچھو! جو چاہتے ہو

پوچھو" کسی نے اپنے نطفے کی بابت پوچھا' کسی کو لوگ کہتے ۔تھے کہ تو نطفہ حرام ہے اس نے کہا آج اگر شہر علم مصطفیٰؐ جوش میں ہے' تم اپنا مسئلہ ہی حل کروالو' کھڑا ہو کے کہنے لگا بتایئے میرا باپ کون ہے؟ آپ نے کہہ دیا تو فلاں کا نہیں بلکہ فلاں کا نطفہ ہے' اس کا مسئلہ نسل کا حل ہوگیا۔ ایک اور شخص اٹھا بتایئے جی' میں کس کا ہوں؟ حضورؐ نے فرمایا' تو فلاں کا ہے اس کا مسئلہ نسبت بھی حل ہوگیا' کسی نے سمجھا کہ یہ نطفوں کی بات کرنا تو اس دنیا کی بات ہے' میں قیامت کے بعد کی بات پوچھتا ہوں' آپ تو قیامت کی بات کرتے ہیں میں قیامت کے بعد کی بات پوچھتا ہوں' ایک شخص کھڑا ہوا بتایئے! جی میں مرنے کے بعد قیامت کے بعد دوزخ جاؤں گا یا جنت میں؟ حضورؐ نے فرمایا تو جہنم میں جائے گا' بات کیا تھی۔

اخبرنا بما ھو قاٮن الیٰ یوم القیامۃ

قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا حضورؐ نے سب کچھ بیان کردیا۔

(تفسیر خازن جلد اول ص ۳۲۸ بخاری شریف جلد اول ص ۱۹)

تو میں عرض یہ کررہا تھا کہ سلونی کا دعویٰ کس نے کیا؟ حضور پاک نے اور پھر حضورؐ کی امت میں سے حضورؐ کے اذن اور حضورؐ کے فیض کے اثر سے سلونی کا دعویٰ کس نے کیا؟ حضرت علیؓ شیر خدا نے۔ تیسری ہستی سلونی کہتی ہوئی کوئی دکھائی نہیں دیتی۔ بات پھر وہی ہے کہ جو خاص نسبت حضرت علیؓ کو حضورؐ کی ذات سے ہے یہ سارے فیضان اسی نسبت کے پرتو ہیں۔ ارے حدیث میں آتا ہے' کہ جب حضورؐ مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ آگئے' تو آپ نے مواخات کا واقعہ تو پڑھا ہوگا..... نا..... تو حضور علیہ الصلواۃ و السلام نے صحابہؓ کو آپس میں بھائی بھائی بنادیا' اللہ تعالیٰ آپ میں بھی مواخات پیدا کرے (آمین الٰہی آمین) اللہ تعالیٰ آپ کو بھی بھائی بھائی بنادے' ایک صحابی کو اٹھایا دوسرے صحابی کو اٹھایا' ایک مہاجر کو' ایک انصاری کو فرمایا تم دونوں بھائی ہو۔ دوسرے کو اٹھایا ایک مہاجر صحابی

کہتے ہیں مجھے خبر ہے، وہ رات میں اتری یا دن میں کس گھڑی میں اتری اور ایک مقام پر حضرت علیؑ فرماتے ہیں...

وما نزلت اية الا وقد علمت فيمن نزلت وعلى من نزلت واين نزلت وفي ما نزلت

خدا کی قسم قرآن کی کوئی آیت اب تک ایسی نازل نہیں ہوئی جس کے بارے میں مجھے نہ پتہ ہو کہ وہ کس موضوع پر نازل ہوئی کس جگہ نازل ہوئی اور کس شخص کے حق میں نازل ہوئی۔

(ینابیع المودۃ ص ۴۵۹)

قرآن کے بارے میں اتنی باخبری۔ یونہی تو امام جلال الدین سیوطی علیہ رحمتہ نے ابن عساکر کے حوالے سے بیان نہیں کیا۔ وہ کہتے ہیں صرف قرآن کی تین سو آیتیں حضرت علیؑ کی شان میں اتریں اور وہ کہتے ہیں کہ جتنی آیتیں قرآن کی حضرت علی کی نسبت اتریں اتنی کسی اور صحابی کی بابت نہیں اتریں، کیونکہ یہ اہل الذکر تھے، یہ قرآن والے تھے، اور قرآن سے حضرت علی کا یہی تعلق تھا کہ ملاں علی قاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں (یہ قرآن سے حضرت علیؑ کے تعلق کی بات کررہا ہوں، تعلق کا یہ عالم تھا کہ وہ کہتے ہیں) جب کبھی حضرت علیؑ نے باہر سفر پہ جانا ہوتا اور وہ گھوڑے پر سوار ہوتے، سوا رہوتے ہوئے گھوڑے کی ایک طرف دایاں پاؤں آدمی رکھتا ہے نا "رکاب میں" تو ملاں علی قاری فرماتے ہیں کہ گھوڑے کی رکاب میں قدم رکھتے اور الحمد سے قرآن کی تلاوت شروع کرتے اور دوسرے رکاب پر قدم رکھنے سے پہلے والناس تک قرآن کو ختم کرلیتے، یہ حضرت علیؑ کے فیض سے بے نیاز ہوکر کوئی ایسا قاری ہو کے تو دکھائے۔ ایک رکاب پہ قدم رکھتے اور دوسری رکاب پہ قدم رکھنے سے پہلے الحمد سے والناس تک قرآن کی تلاوت کو ختم کردیتے، یہ پورے قرآن کو پڑھنا یہ سمت کی ایک جھلک، اگر مقام حسمنت کا بیان ہوتا تو سمت کی دوسری جھلک سنتے اور اگر مقام حسمنت کا بیان ہوتا تو سنمت کی تیسری جھلک سنتے، میں یہ سمجھتا

بیان کی ہے۔) حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں۔۔۔۔

انزل القران علی سبعة احرف ولکل آیت و منھا روایة و لکل حرف منھا ظھر و بطن و ان علی ابن ابی طالب عندہ من الظاھر و الباطن۔

اللہ نے قرآن کو سات مختلف قراتوں پر نازل کیا اور ہر ہر قرات میں قرآن کی ہر آیت اور ہر ہر حرف کا ایک ظاہر معنی ہے اور ایک باطن معنی ہے۔

(تاریخ الخلفاء سیوطیؒ ص ۲۵۸، ص ۲۵۹ ابن عساکر وغیرہ)

اور فرماتے ہیں کہ اے صحابہؓ رسولؐ بتادوں حضورؐ کے صحابہؓ میں ایک ہستی ایسی بھی ہے اور وہ علی شیرخدا ہے کہ جس کے دامن میں قدرت نے ظاہر قرآن بھی جمع کردیا اور باطن قرآن بھی جمع کردیا، اور جو قرآن کے ظاہر اور باطن دونوں کو سمیٹے ہوئے ہو، اس کی نسبت کیوں نہ کہا جائے۔ قرآن والے سے پوچھو جو قرآن کے ظاہر سے بھی باخبر ہے جو قرآن کے باطن سے بھی باخبر ہے یہ صرف صحابہؓ کا کہنا نہ تھا، حضرت علی شیرخداؑ کو خود بھی اس مقام و منصب کا شعور تھا۔

سلونی عن کتاب اللہ و اللہ ما نزلت من آیة الا و قد عرفت اما بالیل نزلت ام بالنھار

مجھ سے خدا کی کتاب قرآن کے بارے میں پوچھو۔ خدا کی قسم کوئی آیت آج تک ایسی نازل نہیں ہوئی جس کے بارے میں مجھے جہاں تک خبر نہ ہو کہ وہ رات کی کس گھڑی میں اتری ہے یا دن کے کس حصے میں اتری۔

(ارجح المطالب ص ۱۴۳)

اور یہ بات رات کے لمحے ہوتے لیٹ تو رہے ہوتے حضورؐ اپنے گھر میں، اپنی خلوت کدوں میں، اپنی ازواج مطہرات کے ہاں، گھر کی خلوت کی بات ہے۔ آیتیں اتریں لیکن حضرت علیؓ

کہتے ہیں مجھے خبر ہے، وہ رات میں اتری یا دن میں کس گھڑی میں اتری اور ایک مقام پر حضرت علیؓ فرماتے ہیں....

وما نزلت اية الا وقد علمت فی من نزلت وعلی من نزلت واين نزلت وفی ما نزلت

خدا کی قسم قرآن کی کوئی آیت اب تک ایسی نازل نہیں ہوئی جس کے بارے میں مجھے نہ پتہ ہو کہ وہ کس موضوع پر نازل ہوئی کس جگہ نازل ہوئی اور کس شخص کے حق میں نازل ہوئی۔

(ینابیع المودۃ ص ۴۵۹)

قرآن کے بارے میں اتنی باخبری۔ یونہی تو امام جلال الدین سیوطی علیہ رحمتہ نے ابن عساکر کے حوالے سے بیان نہیں کیا۔ وہ کہتے ہیں صرف قرآن کی تین سو آیتیں حضرت علیؓ کی شان میں اتریں اور وہ کہتے ہیں کہ جتنی آیتیں قرآن کی حضرت علی کی نسبت اتریں اتنی کسی اور صحابی کی بابت نہیں اتریں، کیونکہ یہ اہل الذکر تھے، یہ قرآن والے تھے، اور قرآن سے حضرت علی کا یہی تعلق تھا کہ ملاں علی قاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں (یہ قرآن سے حضرت علیؓ کے تعلق کی بات کررہا ہوں، تعلق کا یہ عالم تھا کہ وہ کہتے ہیں) جب کبھی حضرت علیؓ نے باہر سفر پہ جانا ہوتا اور وہ گھوڑے پر سوار ہوتے، سوا رہوتے ہوئے گھوڑے کی ایک طرف دایاں پاؤں آدمی رکھتا ہے نا "رکاب میں" تو ملاں علی قاری فرماتے ہیں کہ گھوڑے کی رکاب میں قدم رکھتے اور الحمد سے قرآن کی تلاوت شروع کرتے اور دوسرے رکاب پر قدم رکھنے سے پہلے والناس تک قرآن کو ختم کرلیتے، یہ حضرت علیؓ کے فیض سے بے نیاز ہوکر کوئی ایسا قاری ہو کے تو دکھائے۔ ایک رکاب پہ قدم رکھتے اور دوسری رکاب پہ قدم رکھنے سے پہلے الحمد سے والناس تک قرآن کی تلاوت کو ختم کردیتے، یہ پورے قرآن کو پڑھنا یہ سمت کی ایک جھلک، اگر مقام حسمنت کا بیان ہوتا تو سمت کی دوسری جھلک سنتے اور اگر مقام حسمنت کا بیان ہوتا تو سنمت کی تیسری جھلک سنتے، میں یہ سمجھتا

ہوں کہ خانوادہ اہل بیتؓ کی نسبت سے سب ایک ہیں' اگر آپ نے یا اور کسی نے دو بنار کھا ہے تو وہ اس کی کم عقلی ہے' بے بصیرتی ہے' بے خبری ہے' اس کی بدبختی ہے' سب ایک ہیں' ہر کوئی منگتا ہے بھکاری ہے خانوادہ اہل بیتؓ کا' خانوادہ اہل بیت کے سامنے دامن مراد پھیلائے بغیر کوئی شخص نہ اس دنیا کا ہے نہ آخرت کا ہے۔

یہ جو کچھ عرض کررہا ہوں یہ حق ہے' میں درویش آدمی ہوں میں جو کچھ کہہ رہا ہوں میرا خدا گواہ ہے' آپ کی خوشی کی خاطر نہیں کہہ رہا ہوں اپنے ایمان کی شہادت دے رہا ہوں۔ میری یہ تقریر اگر یوم علیؓ کے موقع پر اہلسنت کے جلسے میں ہوتی تو کوئی ایک بیان بھی اس سے مختلف نہ ہوتا۔ میں منافقت کارواداار نہیں ہوں اور سب یہ حق ہے تو میں یہ سمجھانے آیا ہوں کہ شیعت کی حقیقت کیا ہے؟ آپ نے جناب بارہوی صاحب (جناب قیصر بارہوی) سے سن لی سنیت کی حقیقت کیا ہے' وہ اب سن لی تو اس میں تفریق اور جنگ کو روا رکھنا سوائے منافقت کے اور کچھ نہیں ہے' اگر یہ بات حق ہے تو پھر آپس میں بھائی بھائی بنئے اور مواخات کے اس تعلق کو تحریک بنائیے اس ملک میں پھیلائیے یہ مملکت خداداد آپ کا ملک ہے یہ حضورؐ کے صحابہؓ حضورؐ کی اہل بیتؓ کے قدموں کا صدقہ ہے۔ یہ حضورؐ کے غلاموں کا صدقہ ہے اس کو قائم اور دائم رکھئے' اس کو آباد رکھئے' اگر یہ چمن اجڑ گیا تو آپ (ان سے پہلے مقرر صاحب کی طرف اشارہ ہے) سچ کہہ رہے تھے نہ شیعت کا کوئی حشر حال ہوگا نہ سنیت کا۔

آپ کو یاد نہیں کہ جب بنو عباس کی آخری خلافت تھی (۶۵۶ھ تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۵۹۵) مستعصم باللہ خلیفہ تھا اس کا ایک بیٹا ابوبکر وہ سنیوں کی سرپرستی کررہا تھا اور اس دور کا وزیراعظم ابن علقمی وہ اس دور کے شیعوں کی سرپرستی کررہا تھا' اور امت مسلمہ اس بدبختی کا شکار اس وقت بھی ہوچکی تھی جس طرح بدبختی کا شکار آج کراچی کی سرزمین اور پاکستان کی سرزمین ہے تو نتیجہ کیا ہوا؟ مناظرے ہورہے تھے اور تاتاری فتنہ اسلامی سلطنت کو ہمیشہ کے لئے لقمہ اجل بنانے کے لئے تل رہا تھا' یہاں تک کہ اسے ۰عوت دی

گئی کہ تو آ خلافت بغداد کو تباہ کردے' ہلاکو خان حملہ آور ہوا خلافت بغداد پر خلافت بنوعباس پر' تاریخ کا ایک ایک ورق شاہد ہے کہ اس کی تلوار شیعہ سنی کے امتیاز کے بغیر چلی اور آن واحد میں اس ہلاکو فتنے کی تلوار نے تیس لاکھ سنی شیعہ مسلمانوں کو قتل کردیا۔ تیس لاکھ مسلمانوں کو شہید کردیا۔ جب ہلاکو خان کی تلوار جب باطل اور کفر کی تلوار خلافت بغداد کے خاتمے کے لئے چلتی ہے' جب وہ ہندوستان کی سرزمین آسام پر چلتی ہے' جب وہ افغانستان کی سرزمین پر چلتی ہے جب وہ لبنان کی سرزمین پر چلتی ہے جب وہ کسی جگہ چلتی ہے تو تلوار کی آنکھیں شیعہ اور سنی کے امتیاز کو نہیں دیکھتیں۔

بد بخت مسلمانو!--- تم نے خود کو تفرقہ و انتشار میں مبتلا کرکے حضورؐ کی امت کی تباہی کی قسم کھائی ہے اور اگر تمہیں چمن کی آبادی کی فکر ہے تو میرے مصطفیٰؐ کی امت کا چمن سنبھالو۔ اگر حضورؐ کی امت کل کی کل سلامت رہ گئی تو تمہاری شیعت بھی سلامت رہے گی تمہاری سنیت بھی سلامت رہے گی اور اگر اسلام پر کفر کی تلوار چل گئی تو پھر تمہارا نام صفحہ ہستی سے مٹا کے رکھ دے گی......

نعرہ لگتا ہے!

شیعہ سنی اتحاد --- زندہ باد

شیعہ سنی اتحاد --- زندہ باد

حاضرین محترم!--- یہ سیدنا حضرت علی شیر خدا کے مقام' منصب کی بات تھی کہ اللہ رب العزت نے قرآن کی تفسیر کا وہ مقام عطا کیا نبی پاکؐ نے اپنے علم کا دروازہ ہونے کا شرف عطا فرمایا' صوفیاء نے قیامت تک اپنی بزم ولایت کا صدر ان کو بنادیا۔ اولیاء نے قیامت تک اہل صفاء کا سرپرست انہی کو بنایا ارے جب اول سے آخر تک نہ کوئی ولی حضرت علیؓ کی بھیک کے بغیر ولایت پر سرفراز ہو' نہ کوئی صاحب صفاء حضرت علیؓ کے تصرف کے بغیر صفاء باطن کی دولت سے بہرہ ور ہو' نہ کوئی صاحب قطبیت و غوثیت حضرت علیؓ کے تصرف کے بغیر صفا باطن کی دولت سے بہرہ ور ہو' نہ کوئی صاحب قطبیت و غوثیت حضرت علیؓ کے

فیضان کرم اور ان کی توجہ باطنی کے بغیر کسی مقام پر فائز ہو' نہ کوئی اہل ایمان جب حضرت علیؓ کے بغیر اپنے ایمان کی دولت بچاسکے تو آپ حضرت علیؓ کا درچھوڑکر اس نسبت کو چھوڑکر کس نسبت کی تلاش میں ہیں' اس لئے میری آپ لوگوں سے درخواست ہے کہ حضرت علیؓ کی اس محبت کی نسبت کو بنیاد وحدت بنایئے اور حضرت علی کی محبت کی خاطر آپس کے اختلافات کو ہمیشہ کے لئے دفن کردیجئے!

خدا کی ذات آپ کو حضرت علیؓ کی ولایت کے صدقے اور کرم سے اور خانوادہ نبوت اور نفوس مقدس صحابہؓ اور خانوادہ اہل بیتؓ کے ایک ایک قدسی صفت انسان کے صدقے آپ کو اور سب کو ہمیشہ کے لئے آباد و شاد رکھے (الہی آمین)

اللھم صلی علی سیدنا و مولنا محمد و علی الہ و اصحابہ و بارک و سلم یا اللہ--- ہماری آج کی حاضری بارگاہ علویت مآبؓ میں قبول فرما--- الہی آمین

حاضری کو اپنی اور اپنے حبیب کی حاضری تصور فرما--- الہی آمین

ہم گناہگار ہیں ہمارے گناہ معاف فرما--- الہی آمین

یا اللہ--- نبی پاکؐ کا صدقہ' حضورؐ کی اہل بیت پاکؓ کا صدقہ' حضور کے صحابہ کرامؓ کا صدقہ' حضورؐ کی آلؓ کے ایک ایک نفس کا صدقہ' ان کے گھوڑوں کا صدقہ' ان کے درودیوار کا صدقہ' ان کے گھر کی زمین کی خاک کا صدقہ' ان کی اقوال کا صدقہ' ان کے اطوار کا صدقہ' ان کی قربانیوں کا' ان کے مقدس خون کے قطرات کا صدقہ'

ہمیں پکا سچا مسلمان بنادے--- الہی آمین

ہمیں مجاہد بنادے --- الہی آمین

آج کے دور میں ہمیں دین کو زندہ کرنے کی وہ توفیق عطاکر' جو تو نے خانوادہ نبوت کو معرکہ کرب و بلا کی صورت میں عطا کی تھی--- الہی آمین

یا اللہ--- آج ہمیں بھی کفر و طاغوت کے خاتمے کے لئے پھر سے معرکہ کرب و بلا بپا کرنے کی توفیق عطاکر--- الہی آمین

ہمیں ان کی سچی غلامی عطا کر۔۔۔ الٰہی آمین

ہمیں آپس میں باہمی محبت و مودت اور عشق میں مضبوط و مستحکم کر۔۔۔ الٰہی آمین

یا اللہ۔۔۔ ہمارے حال پر کرم فرما۔۔۔ الٰہی آمین

پاکستان کے حال پر کرم فرما۔۔۔ الٰہی آمین

اسلام کے حال پر کرم فرما۔۔۔ الٰہی آمین

حضورؐ کی امت کے حال پر کرم فرما۔۔۔ الٰہی آمین

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہٖ و اصحابہ و ازواجہ و اہلبیتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الرحمین